باب# ۱۰۹

نبی ﷺ کا یثرب میں داخلہ

قبا سے یثرب کو روانگی کے ساتھ ہی شہر کا نام تبدیل ہو گیا ۱۰

قبا سے مدینے تک دو رویہ استقبال ۱۰

زمین پر تہذیب و تمدن کا ایک نیا باب ۱۱

آہستہ رفتار قصویٰ کا راستا چھوڑ دو ۱۲

ابوایوبؓ کے گھر نبی ﷺ کا قیام ۱۴

۱۰۹ واں باب

نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یثرب میں داخلہ

یثرب روانگی کے ساتھ ہی شہر کا نام تبدیل ہو گیا

صلوٰۃ الجمعۃ ادا کرنے کے بعد نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یثرب کی جانب تشریف لے گئے یہ اعزاز پانے پر، اہلِ یثرب اپنے شہر کو یثرب کے بجائے 'مدینۃ الرسول' یعنی اللہ کے رسول کا شہر کہنے لگے۔ نہیں معلوم کس مبارک زبان سے یہ نام پہلی بار ادا ہوا، مگر یہ امر بن گیا۔ یہاں تک کہ اگر اس کو اب کوئی یثرب کہتا تو اُسے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت کرنے والوں کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ روایات بھی منقول ہوئی ہیں کہ زبان زدِ عام، پُرانے نام سے پکارنے کی عادت کو ختم کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ اگر بلا ارادہ زبان پر چڑھا ہوا نام یثرب منہ سے نکل جاتا تو اُس پر انصار رضاکارانہ جرمانہ/صدقہ دیتے۔ زندگی کے ترپین (۵۳) برس مکہ میں گزارنے کے بعد یہاں آنے والے نے اِس کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا، یہاں تک کہ نو برس بعد جب مکہ مدینے کے آگے سرنگوں ہو گیا تب بھی اُس نے اپنے آبائی شہر میں واپس آنا پسند نہیں کیا، اور اس دورِ غربت میں عزت و پناہ مہیا کرنے والوں سے کہا کہ "کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ بھیڑ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمدؐ کو اپنے گھر لے جاؤ"۔ یثرب سے مدینۃ الرسول بن جانے کے بعد آہستہ آہستہ یہ نام مختصر ہو کر مدینہ رہ گیا۔

قبا سے مدینے تک دورویہ استقبال

آپؐ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے، دیگر مہاجرین صحابہ کرامؓ بھی اپنے اونٹوں پر آپؐ کے ہم راہ ہو لیے۔ بنو عمرو بن عوف کے محلے سے نکلتے ہی بنو نجّار کے لوگ آپؐ کے استقبال کے لیے اسلحہ سے آراستہ ہو کر آگئے اور اوس اور خزرج کے دیگر قبائل کے لوگ بھی اسی طرح آپؐ کی پیشوائی کے لیے پہنچ گئے؛ زرہ بکتر میں ملبوس اور تلواریں سونتتے ہوئے یہ لوگ، ادب و وقار سے آپؐ کے دائیں اور بائیں جانب چل رہے تھے۔ تعظیم و تکریم کا یہ منظر پکار پکار کر اعلان کر رہا تھا کہ وہ وعدہ جو چند ماہ

قبل عقبہ کی وادی میں کیا گیا تھا کہ 'اگر ہمارے شہر آجائیں تو اپنی جانوں پر کھیل کر آپؐ کی حفاظت کریں گے ' انصارِ مدینہ کو خوب یاد تھا۔

زمین پر تہذیب و تمدن کا ایک نیا باب

آج کا دن شادمانی کا بے مثال دن تھا، ایک ہی جملہ تھا جو مردوں، عورتوں اور بچوں کی زبان پر تھا : اللہ کے رسولؐ تشریف لے آئے'۔ جس کی مٹھی میں سارے انسانوں کے دل ہیں اُس ربِّ قدّوس نے اِن تمام کے دلوں کو اِس آنے والےؐ کے لیے محبتوں سے بھر دیا تھا۔ اِس اللہ کے بندے نے اور اس کے ساتھیوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے گزشتہ تیرہ برس جدوجہد کی ایک مثال قایم کی تھی، اللہ نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ اِس بے مثال جدوجہد کے انعام میں قریش کی اور درپردہ یہود کی ساری مخالفت کے باوجود وہ اپنے رسول اور اُس کے رفقاء کی مدد کرے گا۔ وہ اپنے رسولؐ کو قریش کے درمیان سے بحفاظت نکال کر یہود کے مقابل لے آیا، یہ قریش کی طرح عالی ظرف نہ تھے، اعلانیہ مخالفت اِن کے بس میں نہ تھی، بزدل اور نامرد! کتاب اللہ کے حامل، مگر حرماں نصیبی کہ کتاب سے بے وفائی کرنے والے، موجودہ دور کے مسلمانوں کی ایک تصویر تھے۔

مدینے کی گلیوں میں مرد، خواتین اور بچوں کے حلقوم سے جب دل کی گہرائیوں اور محبت کی انتہاؤں سے عالمِ بے خودی میں باآواز بلند یہ جملہ فضا میں گونجتا "اللہ کے رسول تشریف لے آئے" تو آپؐ کی آمد پر یہود کے سینوں میں جلتے ہوئے انگارے اور تیز دہک جاتے۔ اللہ نے قریش پر بھی اور یہود پر بھی اُن کی تمام چالوں اور سازشوں کے علی الرّغم اپنی تدبیر کی برتری اور فوقیت ثابت کر دی تھی۔ اَب کسی آسمانی عذاب کے بغیر، آنے والے چند برسوں میں اِن دونوں طبقوں کے تمام آئمۃ الکفر کے سر اہلِ ایمان کے ہاتھوں تن سے جدا ہونے مقدر ہو چکے تھے۔ اہلِ حق کی آراستگی اور باطل کی خواری کی ایک حیران کن تاریخ ہے جو آیندہ برسوں میں کارِ نبوت کے تمام ہونے تک پایۂ تکمیل پر پہنچے گی۔ زمین پر تہذیب و تمدن کا ایک نیا باب طلوع ہو رہا تھا۔

یہ بات قارئین کے ذہنوں میں صاف رہے کہ دونوں جانب دورویہ قطار میں چلنے والوں کا اسلحہ نہ

کسی کو خوف زدہ کرنے کے لیے تھا اور نہ ہی اُس دن کسی حفاظتی مقصد کے لیے؛ یہ اہلِ عرب کی روایات کے مطابق کسی شان دار استقبال کا مظاہرہ تھا ساتھ ہی یہ تین ماہ قبل بیعتِ عقبہ ثانیہ میں کیے گئے وعدوں کے مطابق اپنے لیڈر سے ایفائے عہد کا اظہار بھی تھا لیکن کوئی بینڈ باجا، ڈھول اور تاشے نہیں تھے۔ ایسا نہیں کہ اہلِ یثرب ڈھول تاشوں اور موسیقی سے واقف نہ ہوں تجارتی قافلوں کے آنے پر یہ سب کچھ ہوتا تھا، ہم دیکھیں گے کہ آنے والے برسوں میں بدر و احد کے معرکوں میں قریش کی فوجیں ڈھول تاشے ہی نہیں، گانے والیاں اور رقّاصائیں بھی ساتھ لائے تھے۔ دینِ اسلام کی فطرت میں جو سادگی اور شیطانی کاموں سے دوری ودیعت وپیوست تھی اُس نے اہلِ یثرب کے نو مسلموں کو آپ کے استقبال کے موقع پر باوقار طریقے کے برخلاف کسی دوسری طرف جانے نہ دیا۔ یہ ایک تاریخی یادگار دن تھا، مدینے کے گلی کوچوں میں خوشی ہر چہرے پر عیاں تھی۔ اللہ رب العالمین کی بڑائی، پاکی اور اُس کے لیے شکر کے کلمات ونغمات زبانوں پر جاری تھے، چھوٹی بچیاں خوشی وبے خودی سے ان اشعار کو ادا کر رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

"ثنیات الوداع [کی پہاڑیوں] سے چودھویں کا چاند ہم پر طلوع ہوگیا

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اللہ کی جانب سے ایسے عمدہ دین اور تعلیم کے لیے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے

أیھا المبعوث فینا جئت بالأمر المطاع

ہمارے درمیان اللہ کی جانب سے مبعوث ہونے والےؐ تیرے حکم کی اطاعت ہم پر لازم ہے

انصار بڑے شریف الطبع اور عالی ظرف تھے، اللہ نے اپنے نبی کو ایک عالی مرتبت خاندان اور ایک بابرکت شہر میں پیدا کیا تھا اور اُس کے لیے ہجرت کر کے جانے کے لیے بھی عظیم انسانوں سے آباد ایک شہر کی سرزمین کو تیار کیا تھا۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ

آہستہ رفتار قصویٰ کا راستا چھوڑ دو

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی، قصویٰ کی نکیل چھوڑ دی تھی اور وہ اپنی مرضی سے چل رہی تھی، اُس کو نہ تیز چلنے کا اشارہ تھا اور نہ ہی کسی جانب مڑنے یا نہ مڑنے کا حکم! مدینے کے جنوب میں کھجوروں کے جھنڈ اور باغات سے گزرتی ہوئی وہ کھلے میدانوں کی طرف نکل آئی یہاں خال خال مکانات تھے۔ وہ اب گھنی آبادی میں داخل ہو گئی؛ شہر کی جس گلی میں چاہتی داخل ہو جاتی اور جہاں چاہتی مڑ جاتی۔ اہلِ شہر کے ہر باسی کی یہ خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر میں قیام فرمائیں۔ چناں چہ آپؐ جہاں سے بھی گزرتے وہاں کے لوگ آپؐ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لیتے اور عرض کرتے کہ ہر طرح کی خدمت کے لیے حاضر ہیں، حفاظت کی طاقت و قوت بھی ہے اور فراخی وفراوانی بھی، تشریف لائیے! مگر آپؐ فرماتے کہ "خلو سبیلھا فانھا مامور" اونٹنی کی راہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

اب قصویٰ شہر کے شمال مشرق کی جانب مڑ گئی جہاں بنو نجار کی شاخ عدی کے گھرانے آباد تھے، یہ لوگ مدینے میں رسولِ اکرم ﷺ کے قریبی رشتے دار تھے۔ اونٹنی اپنی پیٹھ پر بٹھائے ایک نئے انقلاب کے بانی کو اُن گلیوں میں لے گئی، جہاں بچپن میں اُس نے اپنی والدہ، سیّدہ آمنہ کے ساتھ کچھ دن گزارے تھے۔ اِن سارے گھرانوں کے افراد اپنے خاندان کے چشم وچراغ کو آج مدینے کا حاکم وفرماں روا دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے اُسے رسول مقرر کر دیے جانے پر اور سارے مدینے والوں کی محبتوں کا مرکز بن جانے پر اپنی قسمت پر نازاں وفرحاں تھے، لپک لپک کر اور آگے بڑھ کر آپؐ سے رکنے اور رہائش اختیار کرنے کی درخواست کرتے، آپؐ ایک ہی جواب دیتے: خلو سبیلھا فانھا مامور اونٹنی کی راہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

اب قصویٰ نجار کے ایک دوسرے خاندان بنو ملک کے گھروں کے سامنے سے گزری، اس خاندان کو یہ شرف حاصل تھا کہ نہ صرف بانی مدینہ [شہرِ اسلام کے رکنِ اوّل] اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے بلکہ بیعتِ عقبی اولیٰ میں شامل ایک اور صحابی، عوف رضی اللہ عنہ بھی اسی قبیلے سے تھے۔ تعظیم وتکریم کے بڑے جلوس کے ہم راہ قصویٰ ایک بڑے راستے سے گھوم کر ایک بڑے قطعے زمین کی طرف آئی، جو اونچی دیواروں سے گھرا تھا۔ اس قطعے میں کھجور کے چند درخت تھے؛ ایک یادِ ماضی شکستہ عمارت کچھ قبریں اور کھجور سکھانے کی جگہ بھی ایک جانب تھی۔ یہ وہ قطعہ تھا جس کی قسمت میں

مسجد نبوی بننا تھا۔

قصویٰ نے آہستہ سے یہاں سے بھی اپنا رخ تبدیل کیا اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نقیب النقباء کے اُس احاطے کی جانب جا نکلی جو نماز کی جگہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا، جہاں آپؐ کی آمد سے قبل حکم ملنے پر اقامت صلوٰۃ کا نظام قایم کیا گیا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ کس جگہ کی قسمت جاگے گی اور کہاں یہ اونٹنی بیٹھے گی۔ اس احاطے میں داخلے کی جگہ کے سامنے اُس نے اپنے گھٹنے ٹیک دیے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اترنے میں جلدی نہ کی وہ فوراً ہی پھر کھڑی ہوگئی اور آرام سے جیسے کچھ یاد آیا ہو آگے چل نکلی، کچھ دیر چل کر پھر رک گئی اور بالکل گھوم کر [یوٹرن لے کر] کر دوبارہ پلٹ آئی اور اُسی پہلی جگہ جہاں اُس نے پہلے گھٹنے ٹیکے تھے، اب اُس نے نہ صرف گھٹنے ٹیکے بلکہ اپنا سینہ بھی زمین پر ٹکا دیا، اونٹنی بیٹھ گئی، تب آپؐ نے جان لیا کہ یہی اللہ کی مرضی ہے اور آپؐ نیچے تشریف لے آئے۔ اونٹنی بظاہر اپنی مرضی سے اِس گلی سے اُس گلی اور اِس مقام سے اُس مقام تک چلتی رہی مگر درحقیقت وہ مالک الملک کی مرضی کے مطابق اس مقام تک پہنچی جس کے سامنے آج مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم ذکر کر چکے ہیں، دوبارہ یاد دہانی کے لیے یہ جمعہ کا دن ہے پہلے سالِ ہجرت میں بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء، غروب آفتاب سے کم و بیش دو گھنٹے قبل کا وقت رہا ہوگا۔

ابوایوبؓ انصاری کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام

آپؐ بنو نجار کے ایک ذیلی قبیلے، بنو ملک کے محلہ میں تھے، بنو نجار آپؐ کے دادا کی ننھیال تھی۔ آپؐ اپنے ننھیال میں قیام فرما کر ان کی عزت افزائی کرنا چاہتے تھے اور اللہ مہاجرؐ کی مرضی کو نافذ کرنا چاہتا تھا۔ اب بنو نجار کے مختلف لوگ آپؐ سے اُن کے گھر پر قیام کی التجا کرنے لگے، عجب معاملہ تھا کہ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں، اسی دوران ابو ایوب انصاریؓ نے جو سامنے ہی رہتے تھے جھپٹ کر آپؐ کی اونٹنی کا کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے گھر لے کر چل دیے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تو اپنے کجاوے ہی کے ساتھ ہوتا ہے، یوں ابوایّوب کے گھر میں آپؐ کی رہایش کا فیصلہ ہو گیا[1]۔ یاد رہے کہ

۱ ابوایوب انصاریؓ کا آپؐ کا کجاوہ اُٹھا کر اپنے گھر لے جانے اور پھر وہیں آپؐ کے قیام کا فیصلہ ہونے کا واقعہ ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور مورخین کے درمیان اسی کو زیادہ قبولیت حاصل رہی ہے تاہم بخاری

ابوایوبؓ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بیعتِ عقبہ کبریٰ [ثانیہ] میں بیعت کرنے میں سب پر سبقت لے جانے والے تھے۔ ابوایوبؓ نے چاہا کہ نبی ﷺ اوپر، بالا خانے میں قیام فرمائیں اور خود وہ آپ کے قدموں کے نیچے، نچلی منزل یعنی گراونڈ فلور پر رہیں، مگر رسول اللہ ﷺ کے ملاقاتیوں کی آسانی کی خاطر وہ شدید اصرار پر اوپر جانے پر راضی ہوئے اور نچلی منزل اللہ کے رسول کی مدینے میں پہلی قیام گاہ بنی۔

سیرت بیان کرنے والے سارے ہی مورخین، ابوایوبؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا ایک نادر واقعہ بیان کرنا نہیں بھولتے۔ ایک روز اوپر والی منزل میں جہاں ابوایوبؓ رہ رہے تھے، پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا، پریشانی کے اس خیال سے کہ پانی نیچے گرا تو رسول اللہؐ کو تکلیف ہو گی تو نھوں نے اپنا لحاف پانی پر ڈال کر جلدی سے پانی خشک کیا، بس یہی ایک لحاف تو تھا اُن کے پاس؛ ہائے اے معمولی لحاف کس کی محبت میں تجھے ناکارہ کیا گیا کہ سُنائے جانے کے لیے تیری کہانی تا قیامت امر ہو گئی!!

ادھر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مبارک سوارؐ تو پڑوسی کے پاس چلا گیا ہے، چلو سواری

میں انسؓ کی ایک روایت کے مطابق آپؐ نے دریافت کیا کہ کس کا گھر قریب تر ہے؟ ابوایوبؓ نے عرض کیا کہ میرا گھر، یارسول اللہ۔ یہ سامنے میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ اور ہمارے قیلولہ کا انتظام کرو۔ بخاری ہی میں براء بن عازبؓ کی ایک دوسری روایت کے مطابق لوگوں میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ آپؐ کہاں اتریں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا میں بنی نجار میں ٹھہروں گا جو عبد المطلب کی ننھیال ہے۔ مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق ابوایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ جب آپؐ کے قیام پر جھگڑا بڑھا تو قرعہ ڈالا گیا اور میرا نام نکلا۔ سید مودودیؒ اپنی کتاب سرورِ عالم [جلد سوم صفحہ ۵۵] میں اِن تینوں روایات میں ایک خوب صورت مطابقت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پہلے آپؐ ابوایوبؓ کے گھر اُتر گئے ہوں گے، جب اس شرف کو حاصل کرنے کے لیے دوسرے قبیلوں نے خواہش کا اظہار کیا ہو گا تو قرعہ ڈالا گیا ہو گا اور آخر کار آپؐ نے اپنی قرابت کے حوالے سے بھی بنو نجار کے یہاں اپنی رہایش کو زیادہ مناسب و موزوں بتایا ہو گا کہ عربوں میں قرابت کا حق مسلّمہ تسلیم کیا جاتا تھا، اس لیے اس کو خوش دلی سے قبول کر لیا گیا۔

کی خدمت سے ہی سعادت حاصل کرو، انھوں نے آکر اونٹنی کی نکیل پکڑ لی، یوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ یادگار مبارک اونٹنی جس پر نبی ﷺ نے سفر ہجرت طے کیا تھا اُن کی نگرانی میں چلی گئی، ابھی تو اِس اونٹنی پر سوار ہو کر آں جناب ﷺ کو مکہ فتح کرنا باقی تھا۔ بعد میں جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد سے ملحق حجرہ تیار ہو گیا تو آپؐ وہاں منتقل ہو گئے اور اپنی وفات تک وہیں قیام فرمایا۔ مسجد کی تعمیر کا تذکرہ اگلے کسی باب میں ان شاء اللہ۔

☆☆☆☆☆